

## ابن تیمیہ کی نظر میں حضرت رسول اکرم (ص) اور دوسروں کی زیارت کرنا

<"xml encoding="UTF-8?>

ابن تیمیہ نے اپنے فتوووں میں کہا ہے کہ اگر قبور پر نماز اور دعا کی جائے تو یہ کام ائمہ مسلمین کے اجماع اور دین اسلام کے خلاف ہے اور اگر کوئی شخص یہ گمان کرے کہ مشاہد اور قبور پر نماز پڑھنا اور دعا کرنا مسجدوں سے افضل ہے تو ایسا شخص کافر ہے۔<sup>۱</sup>

ابن تیمیہ مسجد النبی اور آنحضرت (ص) کی قبر کے بارے میں کہتا ہے کہ مسجد النبی اور آنحضرت کی قبر کی زیارت بذات خود ایک نیک اور مستحب عمل ہے اور اس طرح کے سفر میں نمازیں قصر پڑھی جائیں گی (یعنی اس کا یہ سفر، سفر معصیت نہیں ہے کہ اگر سفر معصیت ہو تو نماز پوری پڑھنا ضروری ہے) اور اس طرح کی زیارت (جو مسجد النبی کی زیارت کے ضمن میں ہو) بہترین اعمال میں سے ہے اور اسی طرح قبور کی زیارت کرنا مستحب ہے جیسا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقیع اور شہدائی اُحد کی زیارت کو لئے جایا کرتے تھے اور اپنے اصحاب کو بھی اس عمل کی ترغیب دلاتے تھے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت زیارت کے لئے جایا کرو تو اس طرح کہا کرو:

”السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَإِنَّ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَا حَقُولَ وَيَرْحَمُ اللَّهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَ وَمِنْكُمْ وَالْمُسْتَأْخِرِينَ وَسَسْلَلُ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ، أَللَّهُمَّ لَا تَحْرِمَنَا أَجْرَهُمْ وَلَا تَفِتَّنَا بَعْدَهُمْ وَاعْفُنَا لَنَا وَلَهُمْ“

”سلام ہو تم پر اے مسلمین و مومنین، اور انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملحق ہونے والے ہیں، خدا رحمت کرے ان لوگوں پر جو اس دیار میں ہم سے پہلے آئے یا بعد میں آئیں گے، میں اپنے لئے اور تمہارے لئے خداوند عالم سے عافیت کا طلبگار ہوں، بارالہا! ہم پر اجر ثواب کو حرام نہ کر، اور ہمیں اور ان لوگوں کو بخش دے۔<sup>۲</sup>

قارئین کرام! جب عام مومنین کی قبروں کی زیارت جائز ہو تو پھر انبیاء، پیغمبروں اور صالحین کی قبور کی زیارت کا ثواب تو اور بھی زیادہ ہوگا، لیکن اس سلسلہ میں ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ کا دوسرے انبیاء سے یہ فرق ہے کہ آپ کے اوپر ہر نماز میں صلوٽ اور رسلام بھیجننا ضروری ہے، اسی طرح اذان اور مسجد میں داخل ہوتے وقت کی دعا یہاں تک کہ کسی بھی مسجد میں داخل ہونے کی دعا اور مسجد سے باہر نکلتے وقت آپ پر سلام بھیجا جاتا ہے، اسی وجہ سے امام مالک نے کہا کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی زیارت کی ہے تو اس کا یہ کہنا مکروہ ہے، اور قبور کی زیارت سے مراد صاحب قبر پر سلام و دعا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ سلام و دعا، کامل ترین انداز میں، نمازاداں اور دعا کے وقت درود وسلام بھیجننا ہے،<sup>۳</sup> اور اسی لئے کبھی یہ اتفاق نہیں ہوا کہ اصحاب پیغمبر آنحضرت (ص) کی قبر مطہر کے نزدیک نہیں گئے، اور کبھی انہوں نے حجرہ کے اندر سے یا حجرہ کے باہر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی زیارت نہیں کی، لہذا اگر کوئی شخص فقط آنحضرت کی قبر کی زیارت کی وجہ سے سفر کرے اور اس کا قصد مسجد النبی میں نماز پڑھنا نہ ہو، تو ایسا شخص بدعتی اور گمراہ ہے۔<sup>۴</sup>

ابن تیمیہ نے اس سلسلہ میں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی زیارت کے لئے سفر کرنے والوں کے لئے، چند قول کئے ہیکہ چونکہ یہ سفر، سفر معصیت ہے لہذا کیا نماز پوری بوگی یا قصر۔<sup>۵</sup> ابن بطوطہ کے قول کے مطابق ابن تیمیہ قائل تھا کہ چونکہ یہ سفر، سفر معصیت ہے لہذا کیا نماز پوری پڑھنا

اسی طرح ابن تیمیہ کہتا ہے: مسلمانوں کے ائمہ اربعہ نے خلیل خدا جناب ابراہیم کی قبر اور دیگر انبیاء کی قبروں کی صرف زیارت کے لئے سفر کرنے کو مستحب نہیں جانا ہے، لہذا اگر کوئی شخص ایسے سفر کے لئے نذر کرے تو اس نذر پر عمل کرنا واجب نہیں ہے۔ ۶

اس کے بعد زیارت کے طریقہ کے بارے میں کہتا ہے کہ اگر زیارت سے کسی کا مقصد صاحب قبر کے لئے دعا کرنا ہو تو اس کی یہ زیارت صحیح ہے لیکن اگر کوئی کام حرام ہو جیسے (صاحب قبر کو) خدا کا شریک قرار دینا، (گویا ابن تیمیہ کی نظر میں صاحب قبر سے استغاثہ کرنا اور اس کو شفیع قرار دینا شرک کا باعث ہے) یا اگر کوئی کسی کی قبر پر جاکر روئی، نوحہ خوانی کرے یا بے ہودہ باتیں کہے تو اس کی یہ زیارت باتفاق علماء حرام ہے، لیکن اگر کوئی شخص کسی رشتہ دار اور دوستوں کی قبر پر جاکر ازوئے غم آنسو بھائے تو اس کا یہ کام مباح ہے البتہ اس شرط کے ساتھ کہ اس گریہ کے ساتھ ندبہ اور نوحہ خوانی نہ ہو۔ ۷ اسی طرح مَردوں کے لئے زیارت کرنا مباح ہے، البتہ عورتوں کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ قبور کی زیارت کرسکتی ہیں یا نہیں؟ ۸  
البتہ ابن تیمیہ صاحب کفار کی قبور کی زیارت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ان کی زیارت کرنا جائز ہے تاکہ انسان کو آخرت کی یاد آئے، لیکن جب کفار کی قبور کو دیکھنے کے لئے جائے تو ان کے لئے خدا سے استغفار کرنا جائز نہیں ہے۔ ۹

اسی طرح ابن تیمیہ صاحب کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ قبور کے نزدیک نماز پڑھنا یا قبروں پر بیٹھنا (یا ان کے برابر بیٹھنا) اور قبروں کی زیارت کو عید قرار دینا یعنی کئی لوگوں کا ایک ساتھ مل کر زیارت کے لئے جانا جائز نہیں ہے، ۱۰ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کے پاس آنحضرت پر صلوٽ اور سلام بھیجنا ناجائز ہے کیونکہ یہ کام گویا آنحضرت کی قبر پر عید منانا ہے۔ ۱۱

یہی نہیں بلکہ جناب کا عقیدہ تو یہ بھی ہے کہ وہ احادیث جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے بارے میں وارد ہوئی ہیں وہ تمام علمائے حدیث کی نظر میں ضعیف بلکہ جعلی ہیں، اسی طرح موصوف فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک پر ہاتھ رکھنا یا قبر کو بوسہ دینا جائز نہیں ہے اور مخالف توحید ہے، ۱۲ اور اسلامی نظریہ کے مطابق کوئی ایسی قبر یا روضہ نہیں ہے جس کی زیارت کے لئے جایا جائے، اور قبور کی زیارت کا مسئلہ تیسرا صدی کے بعد پیدا ہوا ہے یعنی اس سے قبل زیارت قبور کا مسئلہ موجود نہیں تھا۔ ۱۳

سب سے پہلے جن لوگوں نے زیارت کے مسئلہ کو پیش کیا اور اس سلسلہ میں حدیثیں گڑھیں، وہ اہل بدعت اور رافضی لوگ ہیں جنہوں نے مسجدوں کو بند کر کے روضوں کی تعظیم کرنا شروع کر دی، چنانچہ روضوں پر شرک، جھوٹ اور بدعت کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ۱۴

جب ابن تیمیہ سے زیارت کے بارے میں سوال کیا گیا اور اس کے جواب کو شام کے قاضی شافعی نے دیکھا تو اس نے اسی جواب کے نیچے لکھا کہ میں نے ابن تیمیہ کے جواب اور سوال میں مقابلہ کیا اور وہ چیز جو ابن تیمیہ اور ہمارے درمیان اختلاف کا باعث بنتی ہے وہ یہ ہے کہ اس نے انبیاء کرام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبور کی زیارت کو معصیت او رگناہ کہا ہے۔

لیکن ابن کثیر نے اس مطلب کو ذکر کرنے کے بعد کہا کہ ابن تیمیہ کی طرف اس مذکورہ بات کی نسبت دینا صحیح نہیں ہے (یعنی اس نے زیارت کو معصیت قرار نہیں دیا)، ابن کثیر صاحب جو ابن تیمیہ کے مشمور و معروف طرفدار مانے جاتے ہیں مسئلہ زیارت میں ابن تیمیہ کے نظریہ کی توجیہ اور تصحیح کرتے ہیں۔ ۱۵

## پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ائمہ علیہم السلام کی قبروں کی زیارت کے بارے میں وضاحت

ابن تیمیہ اپنے نظریات میں عام طور پر تمام قبور او رخاص طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قبر کی زیارت کے مسئلہ میں بہت زیادہ ہٹ دھرمی سے کام لیتا ہے، اسی وجہ سے اپنی دو کتابوں "الجواب الباہر" اور "الرد علی الاخنائی" میں جب بھی اس طرح کے مسئلہ کو بیان کرتا ہے اور کسی مدرک اور سند کو ذکر کرتا ہے تو اس کو کئی کئی بار اور مختلف انداز سے تکرار کرنے کی کوشش کرتا ہے، اور وہ احادیث جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قبر کی زیارت کو مستحب قرار دیتی ہیں ان کو ضعیف اور جعلی بتاتا ہے، ان احادیث میں سے جن کو اہل سنت نے مختلف طریقوں سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے نقل کیا ہے منجملہ وہ حدیث جس میں آنحضرت نے فرمایا: "مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَثْ لَهُ شَفَاعَتِيْ" (جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اس کی شفاعت مجھ پر واجب ہے)، اس حدیث کو صحیح نہیں مانتا، جبکہ زیارت سے متعلق احادیث صحاح سنتہ اور اہل سنت کی معتبر کتابوں میں موجود ہیں اور مختلف طریقوں سے نقل کی گئی ہیں اور بہت سے علماء نے ان کو صحیح شمار کیا ہے اور ان احادیث کے مضامین پر عمل بھی کیا ہے ۱۶

هم یہاں پر ان احادیث کے چند نمونے بیان کرنا مناسب سمجھتے ہیں:

امام مالک (مالکی مذہب کے امام) اپنی کتاب "موطاء" میں عبد اللہ ابن دینار سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر جب بھی کسی سفر پر جاتے تھے یا سفر سے واپس آتے تھے تو آنحضرت (ص) کی قبر پر حاضر ہوتے تھے اور وہاں نماز پڑھتے تھے اور آپ پر درود وسلام بھیجتے تھے اور دعا کرتے تھے، اسی طرح محمد (ابن عمر) نے کہا: اگر کوئی مدینہ میں آتا ہے تو اس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس حاضر بونا ضروری ہے۔ ۱۷

ابو ہریرہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ خدا نے مجھے اپنی والدہ گرامی کی قبر کی زیارت کرنے کی اجازت عطا فرمائی ہے، ۱۸

اسی طرح ابوبکر نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کی ہے جو شخص جمعہ کے دن اپنے ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کی زیارت کرتے اور ان کی قبر کے پاس سورہ یسوس پڑھتے تو خدا اس کو بخش دیتا ہے۔ ۱۹

اسی طرح عبد اللہ بن ابی مليکہ کی روایت ہے کہ اس نے کہا: میں نے دیکھا کہ ایک روز جناب عائشہ قبرستان سے واپس آرہی ہیں تو میں نے ان سے عرض کیا اے ام المؤمنین! کیا پیغمبر اکرم نے قبور کی زیارت سے منع نہیں فرمایا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ٹھیک ہے پہلے ایسا ہی حکم کیا تھا لیکن بعد میں خود انہوں نے حکم فرمایا کہ قبروں کی زیارت کے لئے جایا کرو۔ ۲۰

اسی طرح پیغمبر اکرم (ص) کی ایک دوسری حدیث جس میں آپ نے فرمایا: جو شخص میری زیارت کے لئے آئے اور اس کے علاوہ اور کوئی دوسرا قصد نہ رکھتا ہو، تو مجھ پر لازم ہے کہ میں روز قیامت اس کی شفاعت کروں۔ ۲۱

جناب سمحودی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قبر کی زیارت کے بارے میں ۱۷ حدیثیں سند کے ساتھ ذکر کی ہیں، جن میں سے بعض کوہم زیارت کے بارے میں وہابیوں کے عقیدہ کے بیان کریں گے۔

اسی طرح سمهودی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت کے آداب کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے:

ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن الحسین السامری حنبیل نے، اپنی کتاب "المُسْتَوْعِب" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قبر کی زیارت کے سلسلہ میں آداب زیارت کے باب میں لکھا ہے کہ جب زائر قبر کی دیوار کی طرف آئے تو گوشہ میں کھڑا ہوجائے اور قبر کی طرف رخ یعنی پشت قبلہ اس طرح کھڑا ہو کہ منبر اس کی بائیں طرف ہو، اور اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر سلام و دعا کی کیفیت بیان کی ہے، اور اس دعا کو ذکر کیا ہے:

"اللّٰهُمَّ إِنِّي قُلْتَ فِي كِتَابِكَ لِتَبِّعَكَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: < وَلَوْاَنَّهُمْ إِذْظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَسَتَغْفِرُوا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَابًا رَّحِيمًا۔ > وَإِنِّي قَدْ أَتَيْتُكَ مُسْتَغْفِرًا وَأَسْأَلُكَ أَنْ تُوْجِبَ لِي الْمَغْفِرَةَ كَمَا أَوْجَبْتَهَا لِمَنْ أَتَاهُ فِي حَيَاةِهِ، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَتَوْجَجُ إِلَيْكَ بِتِبَّاعِكَ"۔

"خداؤندا! تو نے اپنی کتاب میں اپنے پیغمبر (ص) کے لئے فرمایا ہے: میں اپنے گناہوں کی بخشش کے لئے تیرے نبی کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا ہوں، اور تجھ سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتا ہوں اور امید ہے کہ تو مجھے معاف کر دے گا، جس طرح لوگ تیرے نبی کی حیات میں ان کے پاس آتے تھے اور تو ان کو معاف کر دیتا تھا، اسے خدائی مہربان میں تیرے نبی کے وسیلہ سے تیری بارگاہ میں ملتمنس ہوتا ہوں"۔

حنفی عالم دین ابو منصور کرمانی کہتے ہیں کہ اگر کوئی تم سے آکر یہ کہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تک میرا سلام پہونچا دینا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اس طرح کہنا کہ آپ پر سلام ہو فلاں شخص کا، اور انہوں نے آپ کو خدا کی بارگاہ میں شفیع قرار دیا ہے تاکہ آپ کے ذریعہ خداوند عالم کی مغفرت اور رحمت ان کے شامل حال ہو، اور آپ ان کی شفاعت فرمائیں۔

سمہودی مذاہب اسلامی کے معتبر اور قابل اعتماد علماء میں سے ہیں، انہوں نے اپنی کتاب کے تقریباً ۵۰ صفحے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قبر مطہر کی زیارت اور اس کے آداب اور قبر مطہر سے توصل سے مخصوص کئے ہیں، اور متعدد ایسے واقعات بیان کئے ہیں کہ لوگ مشکلات اور بلا میں گرفتار ہوئے اور آپ کی قبر مطہر پر جا کر نجات مل گئی۔ ۲۲

مرحوم علامہ امینی نے زیارت قبر پیغمبر (ص) کی فضیلت اور استحباب کے بارے میں جہاں اہل سنت سے بہت سی روایات نقل کی ہیں وہیں تقریباً چالیس سے زیادہ مذاہب اربعہ کے بزرگوں کے قول بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت کے بارے میں نقل کئے ہیں۔ ۲۳

قارئین کرام! یہاں پر مناسب ہے کہ محمد ابو زہرہ عصر جدید کے مصری مؤلف کا قول نقل کیا جائے، وہ کہتے ہیں: ابن تیمیہ نے اس سلسلہ (زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) میں تمام مسلمانوں سے مخالفت کی ہے بلکہ جنگ کی ہے۔

روضہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت، دراصل پیغمبر کی عظمت، آپ کے جہاد، مقام توحید کی عظمت کو بلند کرنے میں کوشش اور شرک اور بت پرستی کی نابودی کی کوششوں کی یاد دلاتی ہے، خود ابن تیمیہ روایت کرتے ہیں کہ سلف صالح جب آپ کے روضہ کے قریب سے گذرتے تھے تو آپ کو سلام کرتے نافع، غلام اور راوی عبد اللہ ابن عمر سے مروی ہے کہ عبد اللہ ابن عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قبر پر سلام کرتے تھے اور میں نے سیکڑوں بار ان کو قبر منور پر آتے دیکھا اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ اپنے ہاتھ کو منبر رسول سے مس کرتے ہیں، وہ منبر جس پر آنحضرت (ص) بیٹھا کرتے تھے، پھر وہ اپنے ہاتھ کو اپنے منہ

پر پھیرلیا کرتے تھے، اسی طرح ائمہ اربعہ جب بھی مدینہ آتے تھے تو آنحضرت کی قبر کی زیارت کیا کرتے تھے۔

۲۲

عمومی طور پر دوسری قبروں کی زیارت کے بارے میں ابن ماجہ نے روایت نقل کی ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

**”رُوْرُوا الْقُبُوْرَ فَإِنَّهَا ثَدَّكُمُ الْآخِرَةَ۔“**

”قبروں کی زیارت کے لئے جایا کرو کیونکہ قبروں کی زیارت تمہیں آخرت کی یادداشی گی۔“

اسی طرح جناب عائشہ کی روایت کے مطابق پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے قبروں کی زیارت کی اجازت عطا فرمائی ہے۔ ۲۵

ابن مسعود سے منقول ایک اور روایت میں ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

**”كُنْتُ نَهِيَّنُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ، فَزُوْرُوهَا فَإِنَّهَا تُرَهُدُ فِي الدُّنْيَا وَتَذَكَّرُ الْآخِرَةَ۔“**

”پہلے میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا لیکن (اب اجازت دیتا ہوں کہ) قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ قبروں کی زیارت دنیا میں زیاد پیدا کرنے گی اور آخرت کی یاد دلائی گی۔“

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ایک اور روایت ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ قبروں کی زیارت تمہیں موت کی یاد دلاتی ہے۔ ۲۶

سخاوی کہتے ہیں کہ آنحضرت خود بھی زیارت قبور کے لئے جاتے تھے اور اپنی امت کے لئے بھی اجازت دی کہ وہ بھی زیارت کے لئے جایا کریں، جبکہ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے قبور کی زیارت سے منع فرمایا تھا۔

قبروں کی زیارت کرنا ایک سنت ہے اور جو شخص بھی زیارت کرتا ہے اس کو ثواب ملتا ہے البتہ زائر کو حق بات کے علاوہ کوئی بات زبان پر جاری نہیں کرنا چاہئے، اور قبروں کے اوپر نہیں بیٹھنا چاہئے، اور ان کو بے اہمیت قرار نہیں دینا چاہئے اور ان کو اپنا قبلہ بھی قرار نہیں دینا چاہئے۔

چنانچہ روایت میوارد ہوا ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی والدہ گرامی اور عثمان بن مظعون کی قبروں کی زیارت کی اور عثمان بن مظعون کی قبر پر ایک نشانی بنائی تاکہ دوسری قبروں سے مل نہ جائے۔

اس کے بعد سخاوی کہتے ہیں کہ مَرْدُونَ کے لئے قبور کی زیارت کے مستحب ہونے پر دلیل اجماع ہے جس کو عَبْدَرَی نے نقل کیا ہے اور نُووی شارح صحیح مسلم نے کہا ہے کہ یہ قول تمام علمائے کرام کا ہے۔ ابن عبد البر اپنی کتاب ”استذکار“ میں ابوہریرہ کی حدیث پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے نقل کرتے ہوئے اس طرح کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جس وقت قبرستان میں جاتے تھے، تو اس طرح فرماتے تھے:

**”السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارُ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحْقُونَ، نَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ۔“**

اس حدیث کے مضمون کے مطابق قبروں پر جانے اور ان کی زیارت کرنے کے سلسلہ میں عالماء کا اجماع واتفاق ہے کہ مَرْدُونَ کے لئے جائز ہے اور اس سلسلہ میں متعدد احادیث موجود ہیں۔

لیکن عورتوں کے سلسلہ میں خصوصی طور پر صحیح بخاری میں نقل ہوا ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک عورت کو دیکھا کہ ایک قبر کے پاس بیٹھی گریہ کر رہی ہے تو آپ نے اس سے فرمایا کہ اے کنیز خدا پر ہیزگار بیواور صبر کرو، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس عورت کو منع نہیں کیا کیونکہ

اگر عورتوں کا قبور کی زیارت کرنا اور وہاں پر گریہ کرنا حرام ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس کو منع فرماتے۔ ۲۷

اسی طرح زیارت کے بارے میں ایک حدیث جلال الدین سیوطی نے بیہقی سے نقل کی اور انہوں نے ابوہریرہ سے نقل کی ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے شہدائے احمد کے بارے میں خاص طور پر فرمایا : "آشْهَدُ أَنَّ هُوَ لِأَءِ شَهِدًا عِنْدَ اللَّهِ فَأَتُوْهُمْ وَزُورُوهُمْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُسْلِمُ عَلَيْهِمْ أَحَدٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا رَدُّوا عَلَيْهِ"

"میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ حضرات خدا کی بارگاہ میں شہید ہیں، ان کی قبروں پر جاؤ اور ان کی زیارت کرو، قسم اس خدا کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، تا روز قیامت اگر کوئی شخص ان کو سلام کرے گا تو یہ ضرور اس کا جواب دیں گے"

اسی طرح وہ روایت جس کو حاکم نے صحیح مانا ہے اور اس کو بیہقی نے بھی نقل کیا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم شہدائے احمد کی قبور کی زیارت کے لئے جاتے تھے تو کہتے تھے :

"اللَّهُمَّ إِنَّ عَبْدَكَ وَنَبِيَّكَ يَسْتَهِدُ أَنَّ هُوَ لِأَءِ شَهِدًا وَإِنَّهُ مَنْ زَارَهُمْ أَوْ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ رَدُّوا عَلَيْهِ"

"خداؤندا! تیرا بندہ اور تیرا نبی گواہی دیتا ہے کہ یہ شہداء را حق ہیں، اور اگر کوئی ان کی زیارت کرے یا (آج سے) قیامت تک ان پر سلام بھیجے تو یہ حضرات اس کے سلام کا جواب دیں گے۔ ۲۸

واقدی کہتے ہیں: پیغمبر اکرم: صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم هر سال شہداء احمد کی زیارت کے لئے جایا کرتے تھے اور جب اس وادی میں پہونچتے تھے تو بلند آواز میں فرماتے تھے:

"السَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عَقْبَى الدَّارِ۔"

"سلام ہو تم پر اس چیز کے بدلے جس پر تم نے صبر کیا اور تمہاری کیا بہترین آخرت ہے۔"

ابوبکر، عمر اور عثمان بھی سال میں ایک مرتبہ شہداء احمد کی زیارت کے لئے جایا کرتے تھے، اور جناب فاطمہ دختر نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دو تین دن میں ایک دفعہ احمد جایا کرتی تھیا اور وہاں جاکر گریہ وزاری اور دعا کرتی تھیں۔

اسی طرح سعد بن ابی وقاص بھی قبرستان میں پیچھے کی طرف سے داخل ہوتے اور تین بار سلام کرتے تھے۔ واقدی کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مُصْعَب بن عُمَیر جو کہ شہداء احمد میں سے ہیں، کے پاس سے گذرے تو ٹھہرگئے ان کے لئے دعا کی اور یہ آیہ شریفہ پڑھی:

>رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهُ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا۔ < ۲۹

"مومنین میں سے ایسے بھی مرد میدان ہیں جنہوں نے اللہ سے کئے وعدہ کو سچ کر دکھایا، ان میں سے بعض اپنا وقت پورا کرچکے ہیں اور بعض اپنے وقت کا انتظار کر رہے ہیں، اور ان لوگوں نے اپنی بات میں کوئی تبدیلی نہیں کی ہے۔"

اس کے بعد فرمایا: میں خدا کے حضور میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ لوگ خدا کی بارگاہ میں شہید ہیں، ان کی قبور کی زیارت کے لئے جایا کرو اور ان پر درود وسلام بھیجا کرو، کیونکہ وہ (بھی) سلام کا جواب دیتے ہیں۔ اس کے بعد واقدی نے ان اصحاب کے نام شمار کئے ہیں جو شہداء احمد کی زیارت کے لئے جایا کرتے تھے نیزان کی زیارت کی کیفیت اور طریقہ بھی بیان کیا ہے۔ ۳۰

اب رہا شیعوں کے یہاں مسجدوں کو تعطیل کرنے کا مسئلہ تو ہم اس سلسلہ میں یہ کہیں گے کہ یہ بھی ان تھمتون میں سے ہے جو قدیم زمانہ سے چلی آرہی ہے اور اس کی اصل وجہ بھی شیعوں سے دشمنی اور

بغض و عناد ہے، چنانچہ بعض مؤلفین نے اپنی اپنی کتابوں میں اسے بغیر کسی تحقیق کے بیان کر دیا، اور شیعوں سے بد ظنی کی بنابر اس نظریہ کو اپنی کتابوں میں بھی داخل کر دیا، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ شروع ہی سے شیعوں کی مساجد سب سے زیادہ آباد اور پررونق رہی ہیں جیسا کہ کتاب تاریخ مذہبی قم کے مؤلف نے بھی بیان کیا ہے، آج بھی دنیا کی سب سے بہترین، خوبصورت اور قدیمی ترین مساجد کو ایران میں دیکھا جاسکتا ہے، جو گذشتہ صدیوں سے اسی طرح باعظمت باقی ہیں۔

اور یہ مسجدی جو نماز جماعت کے وقت بھر جاتی ہیں اس کی داستانی زبان زد خاص و عام ہیں، اس وقت شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں ایسی ہزاروں مسجدیں ہیں جن میں بہترین فرش وغیرہ موجود ہیں۔

جب بھی کوئی مسافر ایران آتا ہے تو وہ ایران کے پایہ "تخت" تهران" میں ضرور جاتا ہوگا تهران میں سیکڑوں مسجد یہیں ہیں جن میں بہترین وسائل اور کتابخانے ہیں۔ یہ مسجدیں کسی بھی وقت نمازوں سے خالی نہیں ہوتیں اور ان سب میں وقت پر نماز جماعت قائم ہوتی ہے، اور تهران کے علاوہ بھی دوسرے شہروں مثلًا مشہد، قم، اصفہان، شیراز وغیرہ میں کسی بھی جگہ دیکھ لیں کہیں پر بھی مسجدیں معمول نہیں ہوئی ہیں بلکہ اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ بھری ہوئی ہیں، اور تمام مساجد میں نماز جماعت قائم ہوتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ چاہے ایران میں جو شیعیت کا مرکز ہے یا دوسرے علاقوں میں کوئی بھی زمانہ ایسا نہیں گذرا جہاں پر مسجد غیر آباد ہو، اور شیعہ مسجدوں کی رونق دوسرے فرقوں سے کم رہی ہو۔

## قبور کے نزدیک نماز پڑھنا

صحيح مسلم میں قبور کے نزدیک آنحضرت (ص) کے نماز پڑھنے کے بارے میں بہت سی روایات بیان ہوئی ہیں۔

۳۱

ابن اثیر اس حدیث "نَهِيَ عَنِ الصَّلَاةِ فِي الْمَقَبْرَةِ" کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ مقبروں میں نماز کو ممنوع قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ مقبروں کی مٹی، خون اور مردوں کی نجاست سے مخلوط ہوتی ہے لیکن اگر کسی پاک قبرستان میں نماز پڑھی جائے تو صحیح ہے، اس کے بعد ابن اثیر کہتے ہیں کہ "لَا تجعلوا بيوتكم مقابر" (یعنی اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ) گذشتہ حدیث کی ہی طرح ہے یعنی تمہارے گھر نماز نہ پڑھے جانے میں قبرستان کی طرح نہ ہو جائیں، کیونکہ جو مرجاجا ہے وہ پھر نماز نہیں پڑھتا، چنانچہ مذکورہ معنی پر درج ذیل حدیث دلالت کرتی ہے: "إِجْعَلُوا مِنْ صَلَاتِكُمْ فِي بُيُوتِكُمْ وَلَا تَتَنَخِذُوا قُبُورًا" (اپنے گھروں کو قبرستان کی طرح قرار نہ دو کہ کبھی اس میں نماز نہ پڑھو بلکہ کچھ نمازیں گھروں میں بھی پڑھا کرو) بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اپنے گھروں کو قبرستان قرار نہ دو کہ اس میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، لیکن پہلے والے معنی بہتر ہیں۔

۳۲

شوکانی نے خطابی کی کتاب "معالم السنن" کے حوالہ سے مقبروں میں نماز پڑھنے کو جائز قرار دیا ہے اسی طرح اس نے حسن (حسن بصری) سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے مقبرہ میں نماز پڑھی، اور یہ بھی کہا کہ رافعی و ثوری (سفیان ثوری) اور اوزاعی اور ابو حنیفہ قبرستان میں نماز پڑھنے کو مکروہ جانتے تھے لیکن امام مالک نے قبرستان میں نماز پڑھنے کو جائز قرار دیا ہے۔

امام مالک کے بعض اصحاب نے یہ دلیل پیش کی کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سیاہ اور

فقیر عورت کی قبر کے نزدیک نما ز پڑھی ہے، ۳۴ مالک کی روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک غریب عورت بیمار ہوئی، اس وقت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا جب یہ مرجائے تو مجھے خبر کرنا، لیکن چونکہ اس کو رات میں موت آئی تو آپ کو خبر نہیں کی گئی اور اس عورت کو رات ہی میں دفن کر دیا گیا، جب دوسرا روز ہوا تو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس کی قبر پر گئے اور راس پر نماز پڑھی اور چار تکبیریں کھیں۔

۳۵

## ندبہ اور نوحہ خوانی کے بارے میں وضاحت

ابن تیمیہ نے میت پر، نوحہ خوانی اور گریہ کرنے کو ممنوع قرار دیا ہے، اور وہابی حضرات بھی اس طرح کے کاموں کو گناہان کبیرہ میں شمار کرتے ہیں۔<sup>۳۵</sup>

جبکہ احمد ابن حنبل اور بخاری کی روایت کے مطابق جب عمر کو ضربت لگی تو ٹھہیب (غلام عمر) نے چلانا شروع کیا: ”وَالْأَخَاهُ، وَالصَّاحِبَاهُ“ اس وقت جناب عمر نے کہا کہ کیا تم نے نہیں سنا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر میت پر گریہ کیا جائے تو اس گریہ کی وجہ سے اس پر عذاب ہوتا ہے؟!

جناب ابن عباس کہتے ہیں کہ جب عمر کا انتقال ہوا، تو میں نے اس بات کو جناب عائشہ کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے فرمایا: بخدا جناب رسول خدا نے کبھی اس طرح کی کوئی بات نہیں کہی ہے بلکہ انہوں نے تو یہ فرمایا ہے کہ اگر کفار پر اس کے اہل خانہ گریہ کریں تو اس کے عذاب میں اضافہ ہوتا ہے۔<sup>۳۶</sup>

اسی طرح میت پر رونے اور گریہ کرنے کے جائز ہونے پر صاحب ”منتقی الاخبار“ نے انس بن مالک سے یہ ورایت نقل کی ہے کہ جب رسول گرامی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا انتقال ہوا تو حضرت فاطمہ زہرا(ع) نے فرمایا: ”يَا أَبْتَاهَ، أَجَابَ رَبِّاً دَعَاهُ، يَا أَبْتَاهَ جَنَّةُ الْفِرْدُوسِ مَأْوَاهُ، يَا أَبْتَاهَ إِلَى جِنَّةِ زَهْرَاهٖ“.

”اے میرے پدر محترم آپ نے دعوت حق پر لبیک کہی اور جنت الفردوس کو اپنا مقام بنالیا، اور جناب جبرئیل نے آپ کی وفات کی خبر سنائی۔“

اسی طرح انس سے ایک دوسری روایت کے مطابق جب جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی روح جسم سے پرواز کر گئی تو جناب ابو بکر حجرہ میں تشریف لائے اور اپنے منہ کو آنحضرت کی دونوں آنکھوں کے پیچ رکھا اور آنحضرت کے دونوں رخساروں پر اپنے دونوں ہاتھوں کو رکھا اور کہا: ”وَانْبِيَاهُ وَخَلِيلَهُ وَاصْفِيَاهُ“ اس روایت کو احمد ابن حنبل نے نقل کیا ہے۔<sup>۳۷</sup>

یہی نہیں بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بھی متعدد بار اپنے رشتہ داروں اور اصحاب کے انتقال پر گریہ فرمایا ہے، جیسا کہ انس بن مالک نے روایت کی ہے کہ جب آپ کی ایک بیٹی اس دنیا سے چلی گئی تو آپ اس کی قبر پر بیٹھ گئے درحالیکہ آپ کی چشم مبارک سے آنسو بیہ رہے تھے، اور ایک مقام پر جب آپ کی بیٹی کا ایک بیٹا مرنے کے نزدیک تھا تو آپ نے گریہ شروع کیا۔<sup>۳۸</sup>

اسی طرح جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جنگ احمد میں اپنے چچا حمزہ کو شہید پایا تو گریہ کیا اور جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ جناب حمزہ کو مُثلہ کر دیا گیا (یعنی آپ کے ناک و کان اور دوسرے اعضاء کاٹ لئے گئے) تو آپ چیخین مار کر روئے۔<sup>۳۹</sup>

اور جب جناب حمزہ کی شہادت واقع ہوئی اور جناب صفیہ دختر عبد المطلب نے جناب حمزہ کے لاشہ کو تلاش کرنا شروع کیا تو انصار نے آپ کو روکا، اس وقت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان کو آزاد چھوڑدو، جب جناب صفیہ نے اپنے بھائی کی لاش پائی تو رونا شروع کیا، جس وقت آپ گریہ کرتی تھیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی گریہ کرتے تھے اور جب آپ چیخین مارتی تھیں تو رسول گرامی بھی چیخین مارتے تھے۔ ۲۰

جب جناب فاطمہ زہرا = جناب حمزہ کے اوپر گریہ کرتی تھیں تو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی گریہ کرتے تھے، اسی طرح جب جناب جعفر بن ابی طالب جنگ موتھ میں شہید ہوئے تو رسول گرامی جناب جعفر کی زوجہ اسماء بنت عمیس کے پاس گئے اور ان کو تعزیت پیش کی، اس موقع پر جناب فاطمہ زہرا = تشریف لائیں درحالیکہ آپ گریہ کر رہی تھیں اور کہتی جاتی تھیں: "واعماه" (ہائے میرٹ چچا) اس موقع پر حضرت پیغمبر اسلام نے فرمایا کہ جعفر جیسے مرد پر گریہ کرنا چاہئے، ۲۱

مزید یہ کہ نافع نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ احمد سے واپس ہوئے تو انصار کی عورتیں اپنے شہید شوہروں پر گریہ کر رہی تھیں اس وقت پیغمبر نے فرمایا حمزہ پر کوئی گریہ کرنے والا نہیں ہے، یہ کہہ کر آپ سوگئے، جب بیدار ہوئے تو دیکھا کہ عورتیں یوں ہی گریہ کر رہی ہیں آپ نے فرمایا: ورنیں آج جو گریہ کریں تو حمزہ پر کریں۔ ۲۲

ابن پشام او رطبری نے اس سلسلہ میں کہا ہے کہ جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنی عبد الاشہل وظفر کے گھروں میں سے ایک گھر کی طرف گزرے تو وہاں سے جنگ احمد میں ہوئے شہیدوں پر رونے کی آوازیں سنائی دیں تو اس پر آنحضرت کی آنکھیں بھی آنسووں سے بھرائیں اور آپ گریہ کرتے ہوئے فرماتے تھے: جناب حمزہ پر کوئی رونے والا نہیں، یہ سن کر سعد بن معاذ و اسید بن خُصیر بن عبد الاشہل کے گھروں میں گئے اور اپنی اپنی عورتوں کو حکم دیا کہ جناب حمزہ پر بھی گریہ کریں۔

اسی طرح ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ احمد سے مدینہ واپس پہنچے، تو "حَمْنَةٌ دَخْتِرُ جَحْشٍ" راستہ میں ملی اور جب لوگوں نے اس کو اس کے بھائی عبد اللہ ابن جحش کی شہادت کی خبر سنائی تو اس نے کہا: اور اس کے لئے خداوند کریم کی بارگاہ میں طلب مغفرت کی، اس بعد کے اس نے اپنے ماموں حمزہ ابن عبد المطلب کی شہادت کی خبر سنی، اس نے پھر وہی آیت پڑھی اور ان کے لئے بھی استغفار کیا، لیکن جب اس کے شوہر مصعب بن عمير کی شہادت کی خبر سنائی گئی تو اس نے چیخین ماریں، اور جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حمنہ کو اپنے بھائی اور ماموں کی شہادت پر صبر اور اپنے شوہر کی شہادت پر نالہ وشیون کرتے دیکھا تو فرمایا: بیوی کی نظر میں شوہر کی اہمیت کچھ اور ہی ہوتی ہے۔ ۲۳

اور جب جناب ابوبکر اس دنیا سے گئے تو جناب عائشہ نے ابوبکر کے لئے نوحہ و گریہ کی مجلس رکھی جب جناب عمر نے عائشہ کو اس کام سے روکا، تو جناب عائشہ اور ردیگر عورتوں نے اس بات کو نہ مانا، چنانچہ جناب عمر نے ابوبکر کی بہن ام فروہ کو چند تازیانے بھی مارے، اس کے بعد گریہ کرنے والی عورتیں وہاں سے مجبوراً اٹھ کر چلی گئیں۔ ۲۴

## حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی گفتگو اور عورتوں کا گریہ کرنا

واقدی کہتے ہیں کہ جنگِ احمد میں سعد بن ربیع شہید ہو گئے، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور وہاں سے "حرماء الاسد" گئے، جابر ابن عبد اللہ کہتے ہیں کہ ایک روز صبح کا وقت تھا میں آنحضرت کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا، چنانچہ جنگِ احمد میں مسلمانوں کے قتل و شہادت کی باتیں ہونے لگیں، منجملہ سعد بن ربیع کا ذکر آیا تو اس وقت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ اُنہو! سعد کے گھر چلتے ہیں، جابر کہتے ہیں کہ ہم بیس افراد ہونگے جو آنحضرت کے ساتھ سعد کے گھر گئے وہاں پر بیٹھنے کے لئے کوئی فرش وغیرہ بھی نہ تھا چنانچہ سب لوگ زمین پر بیٹھ گئے اس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سعد بن ربیع کا ذکر کیا اور ان کے لئے خدا سے طلب رحمت کی اور فرمایا کہ میں نے خود دیکھا ہے کہ اس روز سعد کے بدن کو نیزوں نے رخموں کا کرکھا تھا، یہاں تک کہ ان کو شہادت مل گئی، جیسے ہی عورتوں نے یہ کلام سنا تو رونا شروع کر دیا، اس وقت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان عورتوں کو رونے سے منع نہیں فرمایا۔ ۲۵

## اس سلسلہ میں شافعی کا نظریہ

کتاب "الاُم" تالیف شافعی میں "بکاء الحیٰ علی المیت" (زندہ کا میت پر گریہ کرنا) کے تحت اس طرح بیان ہوا ہے کہ جناب عبد اللہ ابن عمر کی طرف سے جناب عائشہ سے کہا گیا کہ کسی میت پر زندہ کا گریہ کرنا اس پر عذاب کا باعث ہوتا ہے، تو جناب عائشہ نے کہا کہ ابن عمر نے جھوٹ نہیں کہا لیکن اس سے غلطی، یا بھول چوک ہوئی ہے، (یعنی اصل حدیث یہ ہے کہ) پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے جب ایک یہودی عورت کا جنازہ آیا در حالیکہ اس کے رشتہ دار اس پر روتے جا رہے تھے تو آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ رو رہے ہیں جبکہ ان کے رونے کی وجہ سے یہ قبر میں عذاب میں مبتلا ہے۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ جب جناب عمر کو ضربت لگی اور ان کا غلام صہیب رونے لگا اور کہنے لگا: "وا اخیاہ وا صاحباہ" تو عمر نے اس سے کہا تو روتا ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے میت پر اہل خانہ کا گریہ کرنا اس کے لئے عذاب کا باعث ہوتا ہے، جناب ابن عباس کہتے ہیں کہ جب عمر اس دنیا سے چلے گئے تو میں نے اس بات کو جناب عائشہ سے دریافت کیا۔ عائشہ نے کہا خدا کی قسم پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس طرح نہیں فرمایا بلکہ آپ نے یہ فرمایا ہے کہ کفار کی میت پر اس کے اہل خانہ کا گریہ اس کے عذاب کو زیادہ کر دیتا ہے، اس کے بعد جناب عائشہ نے فرمایا کہ تمہارے لئے قرآن کافی ہے کہ جس میں ارشاد ہوتا ہے: 65 (اور کوئی نفس دوسرے کا بوجہ نہیں اٹھائے گا) س کے بعد جناب ابن عباس نے بھی کہا: ۲۶

شافعی نے مذکورہ مطالب کو ذکر کرنے کے بعد آیات و روایات کے ذریعہ مذکورہ روایت "ان المیت لیعذب"۔ کے صحیح نہ ہونے کو ثابت کیا ہے۔ ۲۷

١. الفتاوى الكبرى ج ٢ ص ٤٣١.
٢. الجواب الباهر ص ١٥، ١٣، ٢٥.
٣. الجواب الباهر ص ١٥، ١٣، ٢٥.
٤. الجواب الباهر ص ١٥، ١٣، ٢٥.
٥. رحله ابن بطوطة جلد اول ص ٥٨.
٦. الفتاوى الكبرى ج ٢ ص ٢١٩.
٧. الجواب الباهر، ص ٣٥.
٨. الرد على الاخنائي ص ٢٣، شايد يهی وجه رہی ہو کہ آج کل بقیع اور دوسرا قبرستانوں میں عورتوں کو جانے سے روکا جاتا ہے، صاحب فتح المجید کہتے ہیں (ص ٢٢٥) کہ عورتوں کے لئے قبور کی زیارت مستحب نہیں ہے محمد بن عبد الوہاب نے اپنی توحید نامی کتاب میں جناب ابن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے جو عورتیں قبور کی زیارت کے لئے جاتی ہیں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر لعنت کی ہے۔
٩. الجواب الباهر ص ٥١، ٣٧، ٣٢.
١٠. الجواب الباهر ص ٥١، ٣٧، ٣٢.
١١. الجواب الباهر ص ٥١، ٣٧، ٣٢.
١٢. كتاب الرد على الاخنائي ص ٣١، ٣٥.
١٣. كتاب الرد على الاخنائي ص ٦٦.
١٤. كتاب الرد على الاخنائي ص ٣٢.
١٥. البدایہ والنہایہ ج ١٢ ص ١٢٣.
١٦. ان میں سے احمد بن حنبل کی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا: ”نهیتكم عن زيارة القبور فزوروها فان في زياراتها عظة وعبرة“ (میں پہلے تم کو زیارت سے منع کرتا تھا لیکن اس وقت کہتا ہوں کہ قبروں کی زیارت کے لئے جایا کرو کیونکہ قبور کی زیارت سے انسان کو پند او رنصیحت حاصل ہوتی ہے) احمد بن حنبل نے اس حدیث کو چند طریقوں سے نقل کیا، (مسند احمد بن حنبل ج ٥ ص ٣٥٦، ٣٥٧، ٣٥٩ اور دوسرا چند مقامات پریہ حدیث نقل ہے)
١٧. موطاء ص ٣٣٤، طبع دوم، مصر.
١٨. صحيح مسلم ج ٣ ص ٦٥، سنن ابی داود ج ٣ ص ٢١٢.
١٩. شرح جامع صغیر، سیوطی ص ٢٩٨.
٢٠. فتح المجید ص ٢٥٥.
٢١. شفاء الغرام ج ٢ ص ٣٩٧.
٢٢. وفاء الوفاء باخبار دار المصطفى ج ٢ ص ١٣٧ اتک.
٢٣. الغدیر ج ٥ ص ١٥٩ - اور اس کے بعد -
٢٤. المذاهب الاسلامیہ ص ٣٢٣.
٢٥. سنن ابی ماجہ جلد اول ص ٥٠٠.

٢٦. سنن ابن ماجہ جلد اول ص ۵۰۱.
٢٧. سخاوی حنفی، کتاب "تحفة الاحباب" ص ۴، ۵.
٢٨. الخصائص الکبری جلد اول ص ۵۴۶، ۵۴۷.
٢٩. سورہ احزاب آیت ۲۳.
٣٠. کتاب المغازی جلد اول ص ۳۱۳، ۳۱.
٣١. صحیح مسلم ج ۳ ص ۵۵، منجملہ یہ حدیث کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک میت کی قبر پر دفن ہونے کے بعد نماز پڑھی اور چار تکبیریں کھیں اور دوسری روایت کے مطابق: آنحضرت (ص) ایک تازہ قبر کے پاس پہنچے اور اس پر نماز پڑھی اور اصحاب نے بھی آپ کے پیچھے صفائی باندھ لی۔
٣٢. النہایہ ج ۲ ص ۲۔
٣٣. نیل الاولطار جلد اول ص ۱۳۶۔
٣٤. موطاء ابن مالک ص ۱۱۳، ۱۱۲۔ اس حدیث کو بخاری نے بھی نقل کیا ہے۔
٣٥. فتح المجید ص ۳۷۳۔
٣٦. مسنند احمد، جلد اول ص ۴۲، ۴۱، مسنند عمر، وصحیح بخاری ج ۲ ص ۷۹۔
٣٧. منتقی الاخبار، تالیف ابن تیمیہ حنبلی (ابن تیمیہ کے دادا) ہمراہ نیل الاولطار، شوکانی ج ۲ ص ۱۶۱۔
٣٨. صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۶۔
٣٩. ابن عبد البر، کتاب استیعاب جلد اول ص ۲۷۴۔
٤٠. مغازی واقدی جلد اول ص ۲۹۰، "إِذَا بَكْثَ صَفِيّةً يَبْكِي، وَإِذَا نَشَجَتْ يَنْشَجُ"
٤١. استیعاب جلد اول ص ۲۱۲۔
٤٢. مسنند احمد ابن حنبل ج ۲ ص ۳۰، نویری کہتے ہیں کہ جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کو اپنے شہیدوں پر روتے دیکھا تو آپ نے بھی گریہ کیا اور کہا کہ جناب حمزہ پر کوئی رونے والی نہیں ہے (نهاية الارب ج ۱۷ ص ۱۱۰)
٤٣. سیرۃ النبی ج ۳ ص ۵۰، تاریخ طبری جلد ۳ ص ۱۴۲۵، حدیث ۱۔
٤٤. تاریخ طبری ج ۲ ص ۲۱۳۱، ۲۱۳۲، (حلقه اول)
٤٥. المغازی جلد اول ص ۳۳۰، ۳۲۹، دیار بکری کابیان ہے کہ جناب حمزہ پر نوحہ و گریہ کے بعد سے پیغمبر اکرم نے رونے سے منع کر دیا، دوسرے روز انصار کی عورتیں آپ کی خدمت میں آئیں اور کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ نے رونے سے منع فرمایا ہے جبکہ ہمیں اپنے مردوں پر رونے سے سکون و آرام کا احساس ہوتا ہے، تب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم نوحہ و گریہ کرو تو اپنے چہروں پر طمانچہ نہ مارو اور اپنے چہروں کو نہ نوچو اور اپنے سروں کو نہ منڈلواؤ اور اپنے گریبان چاک نہ کرو، (تاریخ الخمیس جلد اول ص ۳۲۲)
٤٦. سورہ انعام آیت ۱۶۲۔
٤٧. یہ جملہ سورہ والنجم آیت ۲۷ سے اقتباس ہے۔ اور یہ کہ اس نے ہنسایا بھی ہے اور رلایا بھی ہے)
٤٨. کتاب الام شافعی ج ۸ ص ۵۳۷۔